پشاور میں ایک یادگار مناظرہ

خورشید خاور ترجمہ شبہائے پشاور

مُصنف

حجۃ الاسلام وسلطان الواعظین آقائے سید محمد شیرازی

مترجم

الحاج مولانا سید محمد باقر صاحب باقری رئیس جوارس ضلع بارہ بنکی

تجدید نظر

سید اعجاز محمد (فاضل)

SHAHEED ARIF HUSSAIN
AL-HUSSAINI LIBRARY
Sadat Colony Latifabad No. 9, Hyd.

ہدیہ: تین سو روپے

کامل افتخار رکھا۔

قال انت افضل ام عیسیٰ عرض کیا آپ افضل ہیں یا عیسیٰ ! قال انا افضل من عیسیٰ فرمایا میں عیسیٰ سے افضل ہوں۔ قال لم ذالک عرض کیا ایسا کیوں ہے ! فرمایا جب مریم کے گریبان میں جبرئیل کے دم کرنے سے وہ بقدرتِ خدا حاملہ ہوگئیں اور وضع حمل کا وقت قریب آیا تو مریم کو وحی ہوئی کہ اخرجی عن البیت فان ھذہ بیت العبادۃ لا بیت الولادت بیت المقدس سے باہر چلی جاؤ کیونکہ یہ عبادت کا گھر ہے زچہ خانہ نہیں ہے چنانچہ وہ بیت المقدس سے نکل کر صحرا میں ایک خشک درخت خرما کے نیچے گئیں اور وہیں عیسیٰ کی ولادت ہوئی۔

لیکن میں جس وقت مسجد الحرام کے اندر میری ماں فاطمہ بنت اسد کو دردِ زہ عارض ہوا تو مستجار کعبہ سے متمسک ہوکر دعا کی کہ خداوندا اس گھر اور اس گھر کے بنانے والے کا واسطہ اس درد کو مجھ پر آسان فرما۔ اُس وقت دیوار خانہ کعبہ میں شگاف پیدا ہوا اور میری ماں فاطمہ کو غیب سے آواز آئی کہ یا فاطمۃ ادخلی البیت (یعنی اے فاطمہ خانہ کعبہ میں داخل ہو جاؤ) فاطمہ اندر گئیں اور وہیں میری ولادت ہوئی۔

مراد یہ ہے کہ شرافت انسانی کا پہلا درجہ حسب ونسب اور طہارت مولد ہے۔ جس کی روح پاک نفس اور جسم پاکیزہ ہے وہ افضل ہے۔ خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے لئے فاطمہ کو حکم خدا ہونے اور مریم کو بیت المقدس میں وضع حمل سے منع کرنے سے نیز بیت المقدس پر مکہ معظمہ کی فضیلت کے پیش نظر مریم پر فاطمہ کی اور حضرت عیسیٰ پر حضرت علی علیہ السلام کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

علیؑ تمام انبیاء کے آئینہ تھے

(نماز کا وقت آگیا لہٰذا مولوی صاحبان اُٹھ گئے۔ ادائے فریضہ اور چائے نوشی وغیرہ کے بعد میں نے سلسلہ کلام شروع کیا) جو کچھ عرض کر چکا اس کے علاوہ خود آپ کے علماء کی معتبر اور موثق کتابوں میں موجود ہے۔ کہ علی علیہ السلام کو تمام انبیاء کے صفات کا آئینہ اور ان کا حامل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد دوم ص۴۴۹ میں، حافظ ابوبکر فقیہ شافعی احمد بن الحسین بیہقی نے مناقب میں، امام احمد ابن حنبل نے مسند میں، امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں آیہ مباہلہ کے ذیل میں، محی الدین عربی نے کتاب یواقیت وجواہر کے مبحث ۳۲ ص۱۷۲ میں، شیخ سلیمان بلخی حنفی نے ینابیع المودۃ شروع باب ۴۰ میں مسند احمد، صحیح بیہقی اور شرح المواقف والطریقۃ المحمدیہ سے، نورالدین مالکی نے فصول المہمہ ص۱۲۱ میں بیہقی سے، محمد طلحہ شافعی نے مطالب السئول ص۲۲ میں اور محمد بن یوسف گنجی شافعی نے کفایت الطالب باب ۲۳ میں الفاظ وعبارات کی مختصر کمی وبیشی کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی تقواہ (فی حکمتہ) والی

ابراھیم فی خلتہ (فی حلمہ) والی موسیٰ فی ھیبتہ والی عیسیٰ فی عبادتہ فلینظر الی علی بن ابیطالب (یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ آدم کو اُن کے علم میں و نوح کو اُن کے تقویٰ یا حکمت میں، ابراہیم کو اُن کی خلت یا حلم میں، موسیٰ کو اُن کی ہیبت میں اور عیسیٰ کو اُن کی عبادت میں دیکھے تو وہ علیؑ ابن ابی طالب کو دیکھے)

اور میر سید علی ہمدانی شافعی نے مودۃ القربیٰ مودت ہشتم میں اس حدیث مبارک کو چند اضافوں کے ساتھ نقل کیا ہے ان کے آخر میں جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسُول اکرمؐ نے فرمایا فان فیہ تسعین خصلۃ من خصال الانبیاء جمعھا اللہ فیہ ولم یجمعھا فی احد غیرہ (یعنی درحقیقت خدا نے علیؑ کے اندر انبیاء کی نوے خصلتیں جمع کی ہیں جو دوسرے کو نہیں دیں) ۔

حدیث تشبیہ کے بارے میں گنجی شافعی کا بیان

شیخ فقیہ محدث شام صدر الحفاظ محمد بن یوسف گنجی شافعی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد بعنوان قلت (میرا قول ہے) مزید بیان دیتے ہیں کہ آدم کے ساتھ اُن کے علم میں علیؑ کی تشبیہ اس وجہ سے دی گئی کہ خدا نے آدم کو ہر چیز کا علم اور صفت تعلیم کی تھی جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرماتا ہے وعلم آدم الاسماء کلھا (یعنی خدا نے آدم کو سارے اسماء کی تعلیم دی) آیت ۳۱ سورہ ۲ (بقرہ) اور اسی طرح کوئی چیز یا حادثہ و واقعہ ایسا نہیں ہے جس کا علم اور اس کے مقصد کا ادراک و استنباط علیؑ کے پاس نہ ہو اسی علم الٰہی کا نتیجہ تھا کہ حضرت آدمؑ خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے جیسا کہ خدا آیت ۳۰ سورہ ۲ (البقرہ) میں خبر دیتا ہے کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (یعنی میں زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں) پس ہر با ذوق انسان آں حضرتؐ کی اس تشبیہ سے سمجھ سکتا ہے کہ جب یہ علم آدمؑ افضلیت و برتری و مسجودیت ملائکہ اور منصب خلافت کا سبب بنا تو علیؑ بھی تمام مخلوقات سے افضل و برتر اور خاتم الانبیاءؐ کے بعد عہدۂ خلافت پر فائز ہیں ۔

نوح کے ساتھ اُن کی حکمت میں تشبیہ دینے سے گویا یہ مراد ہے کہ علی علیہ السلام کفار پر سخت اور مومنین پر مہربان تھے جیسا کہ خدا نے قرآن مجید میں اُن کی تعریف فرمائی ہے کہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (یہ بات بھی ایک دلیل ہے اس بات پر کہ یہ آیت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے) کیونکہ نوح کفار کے لئے بہت سخت تھے چنانچہ قرآن مجید خبر دے رہا ہے وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (یعنی نوح نے عرض کیا کہ خداوندا زمین پر کافروں میں سے کسی باشندے کو نہ چھوڑ) آیت ۲۶ سورہ ۷۱ (نوح) اور ابراہیم کے ساتھ حلم میں علیؑ کی تشبیہ دینے سے یہ مقصد ہے کہ قرآن میں ابراہیم علیٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام کا اس صفت کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے ان ابراھیم لاواہ حلیم (یعنی درحقیقت ابراہیم یقیناً آہ و زاری کرنے